فرقہ پرستی: نقصانات—وجوہات- حل
تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ
اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ-طائف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
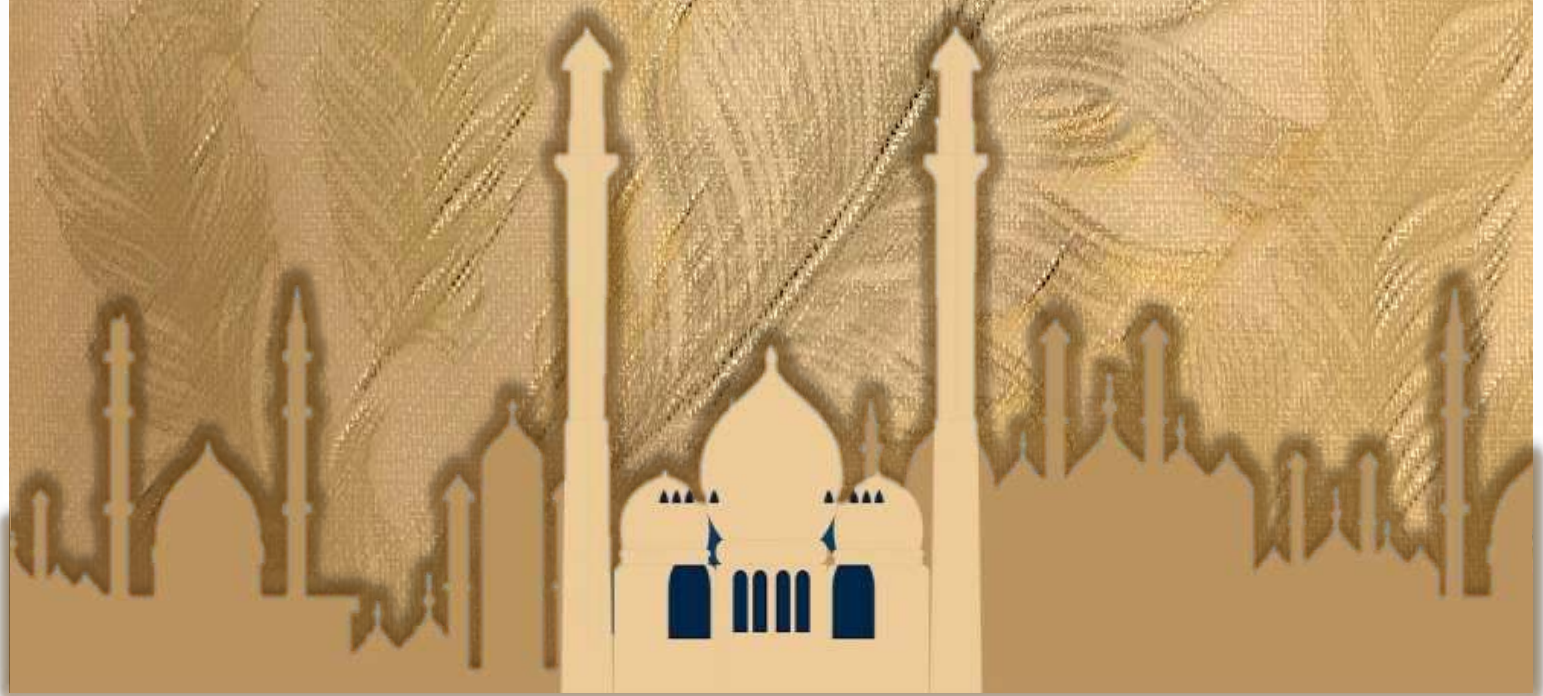
فرقہ پرستی: نقصانات—وجوہات- حل

اسلام ایک صاف ستھرا دین ہے اس پہ کسی قسم کا داغ دھبہ، میل کچیل نام کی کوئی چیز نہیں۔ اسلام کا ہر معاملہ واضح، تعلیمات روشن اور افکار و نظریات سے لیکر عقائد و عبادات تک سارے کے سارے ٹھوس اور مستند معیار پر قائم ہیں۔ یہ دین اپنے ماننے والوں کو اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتا ہے اس لئے نماز، روزہ، حج جیسے ارکان اسلام میں وحدانیت نظر آتی ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں لوگوں کو تفرقہ بازی کرنے، اختلاف وانتشار پھیلانے، نفرت و دشمنی کو ہوا دینے سے منع کیا ہے اور الفت و محبت، اتحاد و اتفاق اور بھائی چارہ کو قائم کرنے اور اسے بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاں عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں میں یگانگت کی فضا قائم رکھے وہیں گفتار و کردار کے ذریعہ علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ اتحاد ملت کا دامن تھامے رہے ،اس کے لئے جو بھی جائز صورت اپنانی پڑے اپنائے خواہ تنظیمی شکل ہو یا خلافت کا قیام۔

جو لوگ دین میں تفرقہ پھیلاتے ہیں یا تفرقہ بازی کا حصہ بنتے ہیں خواہ علماء ہوں یا عوام دونوں ہی اتحاد اسلامی کے دشمن، تعلیمات اسلامیہ کے مخالف اور اللہ، اس کے رسول کے باغی ہیں۔

آج دین و مسلک کے نام پر ہمارے اختلاف نے عوام کو بڑے مشکلات میں ڈال رکھا ہے، عام آدمی صحیح دین کو سمجھنے سے قاصر ہے، دین پر عمل کرنے کے لئے بہت سارے مسائل میں تذبذب کا شکار ہے حتی کہ عبادات کی انجام دہی میں اس قدر کٹھنائی کا سامنا کر رہی ہے کہ اکثریت تو عبادت سے ہی رو گراں ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے کی تکفیر کرنا، ایک دوسرے سے نفرت و بغض رکھنا ،ایک دوسرے کے خلاف مکر و فریب کرنا،

دوسرے مسلک والوں کی مسجدوں، قبرستانوں اور مدارس پر قبضہ کرنا، اپنی عبادت گاہوں، کتابوں، اماموں اور عقائد و نظریات کو تقسیم و خاص کرلینا، شادی بیاہ اور لین دین میں مسلکی منافرت برتنا، بے قصور مسلمانوں پر جوٹھے الزامات لگانا اور ان پر جوٹھے مقدمات درج کراکے ہراساں و پریشاں کرنا بلکہ اس پر فخر کرنا اور مزے لینا، ایک دوسرے کے مکاتب و مدراس کے خلاف سازش رچنا، انہیں بند کرنے کی ناروا کوشش کرنا، مخلص دعاۃ و مبلغین کے خلاف پروپیگنڈے کرنا، اسلاف و بزرگان دین کے متعلق ہرزہ سرائی کرنا، اپنے اپنے مسلکی قوت و شان بڑھانا اور اس کے لئے جائز و ناجائز ہر قسم کے ذرائع استعمال کرنا، مسلکی عصبیت، مسلکی انارکی، مسلکی تنازع ،مسلکی تشدد و فساد مچانا مسلمانوں میں بطور خاص ہند و پاک، نیپال، بنگلہ دیش وغیرہ میں عام ہے۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے دور میں بھی اختلاف کا نمونہ ملتا ہے مگر وہ اختلاف نصوص آیات واحادیث میں فہم و بصیرت کا اختلاف ہے جس کا امکان کل بھی تھا، آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام دین پر عمل کرنے کے لئے نبی ﷺ کی سنت تلاش کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ صحابہ کے بعد تابعین واتباع تابعین کا بھی یہی منہج رہاہے۔ ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف کا باعث یا تو نص کی عدم معرفت یا نص میں فہم کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف ہوتے ہوئے بھی ائمہ کے دور میں تفرقہ بازی نہیں تھی۔ آج لوگوں نے ان کے نام پر الگ الگ فرقہ بنا رکھا ہے اور ان ائمہ کے اختلاف کو بنیاد کر آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر میں مبتلا ہیں۔ جہاں تک کسی امام سے نص کی عدم معرفت کی وجہ سے کسی مسئلہ میں خطا ہوئی تو اس خطا کو چھوڑ دی جائے گی اور یہ خطا جو آج ہمیں اختلاف نظر آرہی ہے دراصل اس وقت کے لحاظ سے اس امام کا اجتہاد تھا جو انہوں نے اللہ کی دی ہوئی دینی بصیرت کی بنیاد پر اخذ کیا تھا، ان کے سامنے کوئی خاص مسلک، کوئی خاص دنیاوی غرض یا کوئی شخصیت پرستی نہیں تھی، وہ ہم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے، اپنی زبان سے وہی بات کہتے جو وہ اپنی دینی بصیرت سے حق سمجھتے تھے۔ آج دلیل واضح ہوجانے کے بعد بھی لوگ امام کی بشری خطاؤں پہ مصر ہیں اور یہ اصرار اس قدر شدید ہے کہ آپس میں جدل وجدال کا ماحول بنا ہوا ہے ۔اور جہاں پر ائمہ سے نص کی معرفت کے باوجود فہم و بصیرت میں اختلاف ہوا تو اس اختلاف کو کتاب وسنت پر

لوٹایا جائے جو موافق ہو اسے اختیار کیا جائے جو مخالف ہو چھوڑ دیا ہے۔اس سے کسی امام کی اہانت مقصود نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے حق میں کسر شان شمار ہو گی۔چاروں ائمہ ہمارے ہی ہیں، کسی غیر کے نہیں ہیں۔ہم ان سے بہت محبت کرتے ہیں،ان سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ان کی خطا یا اختلاف پہ گرفت نہ کی جائے اور نہ ہی ان کے نام پہ فرقہ بنایا جائے۔ مجتہد ہونے کے ناطے ان سے جو خطا یا اختلاف ہوا وہ اللہ کے نزدیک اجر کا باعث ہے لیکن ہم جان بوجھ کر ان کے اختلاف کو ہوا دیں،ان کے اختلاف کی بنیاد پر ائمہ کو چار حصوں اور چار فرقوں میں تقسیم کر دیں اور ان کی بشری خطا کو بھی جبرا صحیح ثابت کریں یہ مذموم ہے۔یہی تفرقہ بازی کی جڑ ہے۔معلوم یہ ہوا کہ نصوص میں فہم وتدبر سے جو مختلف معانی اخذ ہوں وہ مذموم نہیں بلکہ مختلف معانی کو بنیاد بنا کر تفرقہ بازی کرنا یہ مذموم ہے۔یقین جانئے اگر آج بھی امت اس نقطہ نظر ہی جمع ہو جائے تو سارے فرقے مٹ سکتے ہیں کیونکہ اسلام ایک طریقہ حیات اور دستور زندگی کا نام ہے اس میں تفرقہ بازی کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

ہمیں اگر امام ابو حنیفہؒ سے محبت ہے تو محبت کا ظہار کر سکتے ہیں، فرط محبت میں نسبت بھی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ کوئی امام مالک سے فرط محبت کے طور پر اپنے نام کے ساتھ مالکی لکھے۔لوگوں کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی لکھنا بھی بطور محبت ہے۔ کوئی کسی مدرسے سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی محبت میں خود کو اس طرف انتساب کرتا ہے۔ محبت کے اظہار کے لئے کی اچھی نسبتوں میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر نسبت کا مطلب الگ فرقہ بنانا ہے تو مذموم ہے خواہ نسبت کسی شخص کے نام پر ہو، ادارے کے نام پر یا قوم و علاقہ کے نام پر ہو۔

****

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

29 October 2020